بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصریحات

عالم عرب اس وقت جن حالات سے دوچار ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اردن میں خانہ جنگی کی جو صورت پیدا ہوئی یا کر دی گئی ہے سنجانے ان سطور کے قارئین تک پہنچتے پہنچتے وہ کونسا رخ اختیا کرے یا اس کے کیا نتائج برآمد ہو چکے ہوں۔

آج کی خبریں آنے تک دس ہزار سے زیادہ افراد اس خانہ جنگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور نامعلوم ان کی حقیقی تعداد اس سے کتنی زیادہ ہے اور کون جانے کہ اختتام جنگ تک اور کتنے بے گناہ اور گناہ گار اس کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

ان خبروں کو سن کر اور پڑھ کر ہر وہ شخص مضطرب اور بے چین ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا جو اپنے دل میں اسلام اور اُمت مسلمہ کے لیے ذرا بھی ہمدردی اور محبت کے جذبات رکھتا ہے اور خصوصاً پاکستان کے مسلمان اس پر جس قدر بھی رنج وغم کا اظہار کریں کم ہے کہ دنیائے اسلام کے تمام مسلمانوں کی محبت اور خیر خواہی سے ان کے دل لبریز اور ان کے سینے معمور ہیں اور ابھی تک انہوں نے ان زخموں اور ان کی ٹیسوں کو فراموش نہیں کیا جو ۶۷ء میں اسرائیلی لٹیروں کے ہاتھوں عربوں کو لگے اور جس کے نتیجہ میں مصر صحرائے سینا، شام گولان کی پہاڑیوں اور اردن غربِ اردن کے بہت سے زرخیز علاقوں اور عالم اسلام قبلۂ اول سے محروم ہو چکا ہے۔

ایسے عالم میں پاکستان کے مسلمان اس دن کے انتظار میں تھے جب عرب مسلمان اپنی ماضی کی غلطیوں کی اصلاح اور باہم آویزشوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اپنے سب سے بڑے دشمن سے آخری معرکہ، معرکۂ عز و شرف کے لیے تیار ہوں گے اور متحدہ طور پر نہ صرف اپنے مغصوبہ علاقوں کو واگزار کروالیں گے بلکہ ان کے قدموں کی چاپ تل ابیب کے دروازوں پر سنی جا رہی ہوگی اور پاکستان کے مسلمان اس بات کو اپنے لیے باعث فخر سمجھیں گے کہ ارض فلسطین کی آزادی کے لیے ان کے بیٹے اور بھائی بھی عرب مجاہدوں اور غازیوں کے ہم رکاب تھے لیکن وائے افسوس کہ اردن کی خانہ جنگی نے ان تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا کہ وہی قوت جو دشمن کے استیصال کا ذریعہ اور سبب بن سکتی تھی اپنوں ہی پر برق بن کر گری اور اپنے ہی گھروں کو خاکستر بنا کر رکھ گئی۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر اسی تندی و تیزی اور جانفروشی کے ساتھ مشترک دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تو بیت المقدس، گولان کے بلند و بالا عسکری اہمیت کے مراکز اور صحرائے سینا اتنی آسانی سے عربوں کے ہاتھوں سے نہ نکلتے اور ان پر اسرائیلیوں کا قبضہ ہو جاتا

آج اخبارات میں یہ پڑھ کر تعجب ہوتا ہے کہ عربوں کی آتش فشاں توپوں اور راکٹوں نے اربد کے ہر گھر کو ملبہ کا ڈھیر اور رمثہ کی ہر دیوار کو پیوند خاک اور عمان کی ہر عمارت کو زمین بوس کر دیا ہے، نہ جانے یہودی دشمن کے مقابلہ میں ان کی تیزی اور شعلہ افشانی کہاں گئی تھی؟ ہم اس تلخ نوائی کی معافی چاہتے ہیں کہ اپنوں کے خلاف اپنے بھائیوں کا گلا کاٹنے کے لیے تو جنگ بندی قبول نہیں کی جاتی ۴۸ء میں اور ۶۷ء میں دشمن کے خلاف جنگ بندی کو کیسے قبول کر لیا گیا تھا؟

اس لحاظ سے کہ ہم مشرق وسطیٰ کی سیاست کا تھوڑا بہت علم رکھتے ہیں ہمیں یہ بات کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اردن کی خانہ جنگی باقاعدہ ایک سازش کا نتیجہ ہے اور یہ لاوا یونہی نہیں پھٹ پڑا بلکہ اسے مدتوں پکایا گیا ہے اور اس کے لیے مواد فراہم کیا گیا ہے۔

اور ہم برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جارج حبش بین الاقوامی عیسائیت کا گماشتہ اور ایجنٹ ہے اور انہیں کی انگیخت اور ترغیب پر وہ فلسطینی اور اردنی مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اور ایک دوسرے سے ان کی گردنیں کٹوا کر عیسائیت کے اس مشن کی تکمیل چاہتا ہے کہ عیسیٰؑ کے مولد و منشا کو مسلمانوں سے پاک کر کے اسے نئے سرے سے ارض عیسائیت بنائے اور ان چوکوں کا انتقام لے جو عیسائیت مامور مسلمان مجاہد صلاح الدین ایوبیؒ کے ہاتھوں لگے تھے اور جس کے نتیجہ میں اردن و بیت المقدس کی سرزمین صدیوں تک مسلمانوں کا وطن اور جولانگاہ بنی رہی۔

یہی وجہ ہے کہ فلسطینی اور اردنی مسلمانوں میں اس سے چند ماقبل جون میں جو جھڑپیں ہوئی تھیں ان کے بارہ میں عالم عرب کے تقریباً تمام محب عرب مسلمان جرائد و مجلات نے واشگاف الفاظ میں یہ لکھا تھا کہ:

"مسلمانوں کی سرزمین پر مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی گردنیں کٹوانے میں فلسطینی عیسائی جارج حبش کا واضح ہاتھ ہے۔ اس لیے کہ اس سے ایک طرف تو وہ فلسطینیوں کی طاقت اردن کے ہاتھوں ختم کروا کے فلسطین (اسرائیل) پر یہودیوں کے قبضہ کو مستحکم کرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف اردنی مسلمانوں کا زور توڑ کر اسے عیسائی سلطنت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔"

شاید کم لوگوں کو یہ علم ہو کہ بیت المقدس کو اردن سے چھیننے کا منصوبہ سب سے پہلے ویٹیکن کے تخت پر متمکن پاپائے روم نے بنایا تھا جبکہ اس نے بیت المقدس کو اس کے تقدس کے نام پر بین الاقوامی شہر بنانے کا مطالبہ کیا تھا اور پھر اسی ویٹیکن میں عیسائیوں کے انیس سو سالہ پرانے عقیدہ کے بالکل برعکس یہودیوں کو عیسیٰ ابن مریم کے قتل اور سولی پر چڑھانے کے الزام سے بری قرار دیا گیا تھا اور پھر بیت المقدس پر یہودی قبضہ کے فوراً بعد پوپ پال سمیت بین الاقوامی عیسائیت نے والئ اردن شاہ حسین پر زور ڈالا تھا کہ اگر وہ بیت المقدس کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں اور اسے بین الاقوامی شہر بنانے پر آمادہ ہو جائیں تو بیت المقدس کو یہودیوں کے قبضہ سے نجات دلوائی جا سکتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح روس اور امریکہ ہندوستانی فوجوں کا لاہور پر قبضہ کروا کے پاکستان سے کشمیر سے دستبرداری کی دستاویز پر دستخط کروانا چاہتے تھے۔

اور آج شاہ حسین کو اسی انکار کی پاداش میں جارج حبش کے ذریعہ سزا دی اور دلوائی جا رہی ہے۔

رہی جارج حبش کی اشتراکیت تو یہ صرف ان مقاصد کے حصول کے لیے عربوں کو بے وقوف بنانے کی ایک کھلی ہوئی سازش اور چال ہے کیونکہ عرب عیسائیت کے نام پر اتنی جلدی اپنے بھائیوں کا گلا کاٹنے اور اسلام سے برگشتہ ہونے پر تیار نہیں ہو سکتے جتنی جلدی وہ کمیونزم کے نام پر اپنے گھر کو جلانے اور اپنی آزادی سے محرومی پر آمادہ ہو سکتے ہیں (اور کچھ اسی طرح کا سانگ پاکستان میں بھی رچایا جا چکا ہے۔)

ہم نہیں جانتے کہ ہمارے اردن میں باہم برسرپیکار بھائی اتنی واضح اور موٹی بات کو کیوں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، جبکہ یہ بات اب کوئی ڈھکی چھپی بھی نہیں رہی اور خود عالم عرب میں بیشمار لوگ اسے آشکارا اور دلائل و براہین سے ثابت اور اجاگر کر چکے ہیں۔

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ عربوں کو سمجھ عطا کرے اور بجائے آپس میں الجھنے کے انہیں اپنے مشترک دشمن کے مقابلہ میں متحد ہونے اور اس پر غلبہ پانے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

ترجمان الحدیث نے اپنی عمر کا ایک سال پورا کر لیا ہے اور یہ شمارہ اس جلد کا